آزاد کشمیر میں اُردو تحقیق (ایک تجزیاتی مطالعہ)

ڈاکٹر محمد جاوید خان
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو جامعہ آزاد جموں و کشمیر
ڈاکٹر راحیلہ بی بی
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو شہید بے نظیر وومن یونی ورسٹی پشاور

Abstract:
The present region of the State of Jammu and Kashmir which we know today as the Independent State of Jammu and Kashmir was a backward area before partition. Despite their backwardness, the people here used to go to different parts of Hindustan for the acquisition of knowledge and when they came back they used to light the candles of knowledge in this backward area. However, after the partition, literary personalities who came from Srinagar, Jammu and Poonch and after shifting the capital to Muzaffarabad, literary associations were established in the region, thus beginning the tradition of Urdu literature in Azad Kashmir. With the

passage of time, in addition to creativity, scholars have made efforts in research and criticism, and thus many notable research books have come to light. Although there is no strong tradition of research in Azad Kashmir, it will grow stronger with time. In the article under review, the efforts in the field of research in Azad Kashmir has been tried to analyze.

Key words: Azad Kashmir, literature ,research, creativity, criticism, Urdu research

ریاست جموں و کشمیر میں جموں، سری نگر اور پونچھ کو ریاست کے بڑے شہر ہونے کے ناطے ہمیشہ مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ چناں چہ ریاست کے علمی وادبی سرمائے میں انھی تین بڑے شہروں سے تعلق رکھنے والی شخصیات کا حصہ زیادہ رہا ہے۔

۳ جون ۱۹۴۷ء کے تقسیم ہند کے منصوبے میں برصغیر کی ۵۶۲ ریاستوں کو اس بناپر فیصلہ کرنے میں آزاد چھوڑ دیا گیا کہ وہ جغرافیائی اور اقتصادی صورت حال کے تناظر میں پاکستان یا ہندوستان کے ساتھ الحاق کریں۔ ریاست جموں و کشمیر کا فطری الحاق پاکستان کے ساتھ تھا لیکن کانگریسی قیادت اور انگریز حکومت کی سازشوں اور پھر ڈوگرہ فوج کے قتل عام کے رد عمل میں ابتداء میں پونچھ اور ازاں بعد مظفر آباد، میر پور اور گلگت کے لوگوں نے ڈوگرہ حکومت کے خلاف بغاوت کا اعلان کرتے ہوئے ایک بڑے علاقے کو آزاد کروالیا۔ ۱۳۔اکتوبر ۱۹۴۷ء کو راولپنڈی میں مسلم کانفرنس کے کارکنوں کا ایک اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں ہونے والے فیصلے کے مطابق ۲۴۔اکتوبر ۱۹۴۷ء کو

ایک عبوری حکومت قائم کی گئی، جسے آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر کا نام دیا گیا۔ یہ آزاد حکومت بعدازاں دو اکائیوں میں منقسم ہو گئی۔

ا۔شمالی کشمیر/شمالی علاقہ جات:۔

گلگت اور بلتستان پر مشتمل یہ علاقہ اب شمالی علاقہ جات کے بجائے گلگت بلتستان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ علاقہ 27ہزار مربع میل پر مشتمل ہے اور حکومت پاکستان کے زیر انتظام ہے۔

۲۔آزاد کشمیر:۔

آزاد کشمیر کا کل رقبہ پانچ ہزار ایک سو چونیتس مربع میل ہے۔ اسے انتظامی امور کے لیے دس اضلاع میر پور، بھمبر، کوٹلی، سدھنوتی، کوٹلی، پونچھ، فارورڈ کھوٹہ، باغ، مظفر آباد، نیلم اور جہلم میں تقسیم کیا گیا ہے۔ آزاد کشمیر کی حیثیت نیم خود مختارانہ ہے اور یہ ایکٹ ۱۹۷۴ء کے تحت کام کرتی ہے۔ اس کی اپنی قانون ساز اسمبلی اور عدالت عظمیٰ ہے۔ جبکہ دفاع، خارجہ اور کرنسی حکومت پاکستان کے پاس ہے۔

ریاست جموں وکشمیر کی تقسیم کے بعد آزاد حکومت جن علاقوں پر قائم ہوئی وہ علاقے جموں و سری نگر اور پونچھ کے مقابلے میں علمی وادبی اعتبار سے کہیں زیادہ پسماندہ تھے۔ آزاد حکومت تین اضلاع پر مشتمل تھی۔ آزاد کشمیر کا دارالحکومت ایک چھوٹا سا شہر تھا:

> ''آزادی سے قبل مظفر آباد جو دریائے جہلم اور
> نیلم کے سنگم پر واقع ہے، ایک چھوٹا سا شہر تھا
> اور اس کی علمی وادبی سرگرمیاں نہ ہونے کے
> برابر تھیں''(۱)

ریاست جموں وکشمیر کے مرکزی شہروں سے دور ہونے اور تعلیمی پسماندگی کے باوجود ان علاقوں سے چیدہ چیدہ لوگ سری نگر، جموں اور پونچھ میں تعلیم کے

حصول کے لیے جاتے تھے اور اُردو زبان سے شناسا تھے۔ علاوہ ازیں دینی تعلیم کے حصول کے شوق میں لوگ ہندوستان کے دینی اداروں بالخصوص دارالعلوم دیوبند سے بھی وابستہ رہے۔ تقسیم کشمیر کے بعد اگرچہ اُردو زبان وادب کے بڑے علمی مراکز یعنی سری نگر، جموں اور پونچھ مقبوضہ کشمیر کا ہی حصہ رہے اور بہت سا علمی وادبی ذخیرہ یا تو تباہ ہو گیا یا وہیں پر رہ گیا لیکن ان شہروں سے بہت سے اہل قلم حضرات ہجرت کر کے پاکستان اور آزاد کشمیر آبسے۔ ان حضرات میں خواجا غلام احمد کشفی، میر عبدالعزیز، خواجا عبدالصمد وانی، طاؤس بانہائی، غلام علی بُلبل، جی۔ ایم میر، حبیب کیفوی، عبدالحمید نظامی، ہدایت اللہ اختر، آزر عسکری اور چراغ حسن حسرت قابل ذکر ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد ابتر حالات میں کچھ ٹھہراؤ آنے کے بعد مظفر آباد اور میر پور میں یہاں کے اہل قلم اور مقبوضہ کشمیر سے آنے والی علمی وادبی شخصیات نے علم و ادبی سر گرمیوں کو نئے سرے سے منظم کرنا شروع کر دیا۔ یوں آزاد کشمیر میں اُردو شعر وادب کی روایت کا آغاز ہوا۔ ادبی شخصیات کی وابستگی اور ادبی انجمنوں کے قیام کے باعث اردو ادب آہستہ آہستہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوا۔ آزاد کشمیر کی ستر سالہ تاریخ میں یہاں کے ادیبوں نے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے تمام اصناف میں ادب تخلیق کیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ تخلیق کے علاوہ اُردو ادب کو تحقیق کے تناظر میں بھی جانچنے کی کوشش کی گئی۔ آزاد کشمیر میں ادبی تحقیق کا دائرہ صرف خطہ کشمیر اور کسی ایک صنف ادب تک محدود نہیں بلکہ اس میں ادب کے مختلف پہلوؤں کو اُردو تحقیق کے دائرے میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

آزاد کشمیر میں ادبی تحقیق کے تناظر میں جو کاوشیں منظر عام پر آئی ہیں اُن میں ''کشمیر میں اُردو''، ''برما میں اُردو''، ''جائزے''، ''اقبال اور کشمیر''، ''اقبال اور آزادی کشمیر''، ''شعور اقبال''، ''کشمیر غیر ملکی سیاحوں کی نظر میں''، ''شعرائے کشمیر''، رشحات ابر'' اور ''کاشر شاعری'' شامل ہیں۔

''کشمیر میں اُردو'' کے مصنف حبیب کیفوی کا اصل نام حبیب اللہ تھالیکن علمی وادبی حلقوں میں حبیب کیفوی کے نام سے متعارف ہوئے۔ مصنف نے ''کشمیر میں اُردو'' میں کشمیر میں اُردو زبان کے آغاز وارتقائ، عروج، مختلف شعراءاور نثر نگاروں کے حالات وواقعات کااجمالی جائزہ لیاہے۔اس تصنیف کی انفرادیت اِس لیے بھی ہے کہ ریاست جموں وکشمیر کے ادیبوں کے حالات، واقعات، کشمیری شاعری کا پس منظر اور اُردو زبان وادب کے ارتقاکے حالات کی یہ پہلی مربوط شکل ہے۔ جان محمد آزاد کے مطابق:

> ''آپ کاجوکارنامہ ایک لازوال سوغات رکھتا ہے وہ ان کی تصنیف ''کشمیر میں اُردو'' ہے۔ آپ کا یہ عظیم تحقیقی پراجیکٹ پہلی بار ۱۹۷۹ءمیں شائع ہوا۔اِس کی اشاعت کااہتمام مرکزی اُردو بورڈ لاہور نے کیا تھا۔ 566 صفحات پر پھیلی یہ ضخیم کتاب جموں وکشمیر میں اُردو شعر وادب کے ارتقاکاسیر حاصل جائزہ لیتی ہے اور ان حالات و واقعات پر کماحقہ روشنی ڈالتی ہے جن کی وجہ سے یہ کشمیر میں فارسی زبان کی وارثقرار دی گئی۔''(۲)

کتاب کے مطالعہ سے کشمیر میں اردو زبان وادب کے بارے میں قابل لحاظ معلومات ملتی ہیں تاہم ادب اور ادبی اصناف کے برعکس زبان کے بارے میں معلومات زیادہ ہیں۔ کشمیر کے ادیبوں کا اُردو زبان وادب میں چلنے والی ادبی تحریکوں کا متاثر ہونا لازمی تھاتاہم اِس تناظر میں تخلیق کیے گئے ادب کے بارے میں معلومات بہت کم ملتی

ہیں۔ شعراءاور ادیبوں کے حالات و واقعات اور شعری و نثری نمونے تو مل جاتے ہیں لیکن اُسلوب اور زبان و بیان کے دیگر لوازمات کے بارے میں بہت کم معلومات ملتی ہیں۔اس تصنیف کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ مصنف نےاِس کتاب کی ابتداء کشمیر ادب سے کی۔یوں اِس کتاب کا مطالعہ کرنے والا کشمیری ادب سے کماحقہ آگاہی حاصل کرلیتا ہے۔ مصنف نے کشمیری شاعری کو مختلف ادوار میں پیش کیا ہے اور شعراء کے نمونہ کلام کے ساتھ ساتھ تنقیدی جائزہ بھی لیاہے۔ مثلاًحبہ خاتون کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

> ''حبہ خاتون کا تمام کلام عشق محبت کے لطیف جذبات کا آئینہ دار ہے۔اِس نے اپنے محبوب شوہر کی جدائی میں جو فراقیہ اشعار کہے وہ کشمیری شاعری کا سرمایہ ہے جو ہر دور میں عورت کے جذبات کی ترجمانی کرتارہے گااور اس کانام ہمیشہ عزت اوراحترام سے لیاجاتارہے گا۔''(۳)

''کشمیر میں اردو'' میں مصنف نے ہلکی پھلکی تنقید سے کام لیاہے ''کشمیر میں اردو '' اگرچہ تحقیق و تنقید کااعلیٰ نمونہ نہیں لیکن جب بھی کشمیر میں اردو کے حوالے سے تاریخ مرتب ہو گی مصنف اوراِس کی تصنیف دونوں حوالے کے طور پر ضرور لیے جائیں گے۔

انیسویں صدی کے آخر میں برما موجودہ میانمار بھی برطانیہ حکومت کی عمل داری میں آگیا۔ برطانوی حکومت نےاِس کو ہندوستان کے ایک صوبے کی حیثیت دے دی۔ ہندوستان سے لوگ ملازمت اور تجارت کے سلسلے میں برماآنے جانے لگے۔اِس طرح برما میں اردو زبان کی بھی ابتداءہوئی اوراِسے وہاں پر پھیلنے پھولنے کا موقع ملا۔

ڈاکٹر صابر آفاقی نے ''برما میں اردو'' میں اردو زبان وادب کے آغاز وارتقاء کا جائزہ لیا ہے اور یہاں کی ادبی شخصیات، اداروں اور رسائل و جرائد نے اردو کے فروغ میں جو کردار ادا کیا اُس کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ڈاکٹر صابر آفاقی کے مطابق:

''فوجیوں کے علاوہ بے شمار دوسرے پڑھے لکھے لوگ حکومتی اداروں اور دفاتر میں کام کرنے کے لیے وہاں آگئے اور ان میں سے بعض اردو شاعر بھی تھے۔دکنی فوجوں میں جو شعرا برما آئے ان میں سے ایک صاحب ''ذیشان'' بھی تھے جو اچھے شاعر تھے۔اِس طرح برما میں اردو کی تاریخ ڈیڑھ سو سال پر محیط نظر آتی ہے۔''(۴)

ڈاکٹر صابر آفاقی نے سادہ انداز تحریر اختیار کرتے ہوئے اُن تمام وجوہات اور اسباب کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے جو برما میں اردو کے پھیلاؤ کا باعث بنے۔''برما میں اردو'' کے صفحات اگرچہ محدود ہیں لیکن مصنف کی محققانہ گہرائی نے برما میں اردو کے آغاز، ارتقائ، عروج اور اداروں کا محاکمہ اس طرح سے کیا ہے کہ برما میں اردو کی تاریخ کی صحیح تصویر قاری کے ذہن پر منقش ہو جاتی ہے۔برما کے نمایاں شعراء میں اعظم آکوچی، کریم اللہ کوکب، صفدر حسین صفدر، حیدر رودلوی، عبدالحکیم، کامل رنگونی اور محمود الحسن احمر رنگونی ہیں۔ان شعراء میں نمایاں مقام محمود الحسن احمر رنگونی کا ہے۔انہیں شاعر برما بھی کہا جاتا ہے۔یہ ۵۴ سال تک شعر کی دنیا سے وابستہ رہے۔ابتداء میں انھوں نے اصغر گونڈوی اور بعد میں وحشت کلکتوی سے اصلاح سخن لی۔

''میں اردو کا شاعر ہوں، اردو کا احمر
ادب کے خزانے دیئے جا رہا ہوں۔''(۵)

آزاد کشمیر میں اُردو تحقیق کے تناظر میں ایک اہم کاوش ڈاکٹر شفیق انجم کی ''جائزے'' ہے۔ ڈاکٹر شفیق انجم نوجوان محقق ہیں۔ اُن کا اسلوب تحقیقی اور توضیحی ہے۔ علمی اصطلاحوں کے استعمال میں بہت احتیاط برتتے ہیں اور مخففات کا بے جا استعمال اُن کے ہاں نظر نہیں آتا۔ وہ بات کو آسان بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اپنی تحقیق کے آغاز میں وہ موضوع کے انتخاب کی وضاحت کرتے ہیں اور تحقیق کے بنیادی مقاصد کے بارے میں بتاتے ہیں۔ موضوع سے متعلق بنیادی سوالات کی نشاندہی اور پھر ان سوالات کے جوابات کے بارے میں جو ماخذات اختیار کرتے ہیں اُس کے طریقہ کار کے بارے میں بھی وضاحت کرتے ہیں۔ نتائج اور حاصلات کو تدریجی اور ارتقائی مراحل سے اِس طرح گزارتے ہیں کہ قاری کو موضوع سمجھنے میں آسانی رہتی ہے اور وہ تحقیقی مسئلہ کو سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر شفیق انجم کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ علمی اصطلاحوں کے استعمال بھی اُن کے ہاں نظر نہیں آتا۔ وہ دستیاب شواہد اور دلائل کی روشنی میں مسئلے کا حل قاری کے سامنے اس طرح رکھتے ہیں کہ اِسے سمجھنے میں آسانی رہے اور وہ مزید کسی الجھن کا شکار نہ ہو۔ ''جائزے'' میں محقق کا یہی اسلوب نمایاں نظر آتا ہے۔ڈاکٹر رشید امجد کے خیال میں :

> ''شفیق انجم افسانے کے ساتھ ساتھ مکالمہ نگار کی حیثیت سے بھی اپنا اعتبار قائم کر رہے ہیں۔ ان کی یہ کتاب تحقیق و تنقید دونوں حوالوں سے اہم ہے۔ خالصتاً تحقیقی موضوعات کے ساتھ ساتھ انھوں نے اہم لکھنے والوں اور نسبتاً بعد کے لکھنے والوں کے فن کا جائزہ لیا ہے۔اِس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اِس میں تحقیق اور تنقید دونوں جائزے موجود ہیں شفیق انجم نے بڑی

کاوش سے مضامین کا معیار برقرار رکھا ہے۔ یہ
مضامین سنجیدہ قاری کے لیے فکر کا بہت سا
سامان لیے ہوئے ہیں۔"(۶)

جائزے میں تحقیقی نوعیت کے مضامین کی تعداد سات ہے۔ان میں ''سفر نامہ سیر دریا۔ تحقیقی و تنقیدی جائزہ''، ''قیس کا دیوان ریختی''، متنی تحقیق۔سائل و وظائف، ''سب رس۔ قیاس مفروضے اور حقائق''، ''مثنوی گلزار فقر۔ایک جائزہ''، ''غزلیات غالب۔ بہ اعتبار قوافی'' اور ''یورپ کی مہابھارت۔ جنگ عظیم پر اردو کی پہلی کتاب'' شامل ہیں۔ان مضامین میں ڈاکٹر شفیق انجم نے تحقیق کے نئے پہلو سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔

آزاد کشمیر میں اُردو ادب کی تحقیقی روایت میں ایک اہم تصنیف ''اقبال اور کشمیر ہے''۔ڈاکٹر صابر آفاقی نے اپنی اس تصنیف میں علامہ محمد اقبال اور اہل کشمیر کے درمیان تعلق، کشمیریوں کی جدوجہد آزادی میں علامہ اقبال کی دلچسپی، کشمیری شخصیات سے اقبال کی عقیدت مندی اور شاعری میں اقبال نے جس دلچسپی سے کشمیر اور اہل کشمیر کا ذکر کیا ہے۔اس کو بالصراحت بیان کیا ہے۔ڈاکٹر افتخار مغل کے خیال میں !

''یہ کتاب اقبال کے کشمیر سے تعلق، اقبال کی
شاعری میں کشمیر میں اور اہل کشمیر سے متعلق
موضوعات اور کشمیر کے سیاسی حالات کے
ضمن میں اقبال کے فطری رد عمل کو زیر بحث
لاتی ہے اور اس موضوع پر اضافے کی حیثیت
رکھتی ہے۔"(۷)

تخلیق کار نے اپنی تصنیف میں اقبال کی محبت کو نمایاں کیا ہے جو فارسی اور اردو شاعری میں جگہ جگہ موجود ہے۔اقبال اپنی شاعری میں کشمیر کے لیے ایران صغیر، خطہ

کشمیر، خطہ گل،اور جنت نظیر جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اقبال کی یہ محبت صرف خطہ کشمیر تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ اقبال کی عقیدت اور نیاز مندی کشمیری شخصیات سے بھی رہی۔ ان شخصیات میں شہاب الدین علی ہمدانی، شیخ نورالدین ولی، میاں محمد بخش، ملاطاہر غنی، اور مولاناانور شاہ کاشمیری شامل ہیں۔ علامہ محمد اقبال ملاطاہر غنی اور شہاب الدین ہمدان سے بالخصوص زیادہ متاثر ہیں۔ ڈاکٹر صابر آفاقی نے اقبال کے گہرے قلبی تعلق کو بھی نمایاں کیا ہے۔ اپنی شاعری میںعلامہ اقبال مُلا طاہر غنی کو شاعر رنگین نوا، باطن غنی، طاہر غنی اور مست ملام کے علاوہ بُلبل صغیر، نواسنج کشمیر شاعر دِل رس اور مرد فقیر جیسے ناموں سے یاد کرتے ہیں :

> ''اقبال کو غنی سے زبردست عقیدت تھی۔ وہ غنی کی شاعری اور ان کے بے داغ کِردار سے بے حد متاثر تھے مجولا بالا(غنی کاشمیری) کے عنوان سے آپ نے سات اشعار میں کشمیر کے اِس مایہ ناز فرزند کو خراج عقیدت پیش کیا ہےاور غنی کے استغنااور بے نیازی کی تعریف کی ہے''(۸)

''اقبال اور کشمیر'' کے مصنف ڈاکٹر صابر آفاقی کاآزاد کشمیر کے ادبی منظر نامہ میں ایک معروف اور معتبر نام ہے۔ وہ ساٹھ سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔ وہ نظم و نثر دونوں میں اظہار کی یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ تخلیق کے گہرے شعور کے ساتھ موضوعات واصناف کا تنوع بھی انھیں انفرادیت بخشتا ہے۔ وہ بیک وقت ایک شاعر، ادیب، سفر نامہ نگار، مورخ، محقق، سوانح نگار اور مترجم کے اوصاف سے متصف ہیں۔ تحقیق کے میدان میں اُن کا قلم پوری متانت کے ساتھ حقائق کو لفظوں کے قالب میں ڈھالتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی تحقیقات ایک معتبر حوالہ بن چکی ہیں۔ ڈاکٹر صابر

آفاقی نے اپنی اس تصنیف میں اقبال اور کشمیر کے حوالے سے لکھی جانے والی نظموں کی توضیح بھی کی ہے اور اقبال کے پیغام کو اہل کشمیر تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

اقبال اور کشمیر کے پس منظر میں لکھے جانے والی ایک اور تصنیف ''اقبال اور آزادی کشمیر'' ہے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر ''اقبال اور کشمیر'' میں تراجُم کا اضافی ایڈیشن ہے۔ اِس کتاب میں مصنف نے اقبال کے اردو اور فارسی کلام کو یکجا کر دیا ہے۔ ۲۹۹۱ء میں اقبال اکیڈمی سے شائع ہونے والی یہ کتاب گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔اِس کا دیباچہ (ر) جاوید اقبال نے لکھا۔ جاوید اقبال کے مطابق:

> ''اس کتاب میں مؤلف نے جہاں حضرت علامہ محمد اقبال کے سرزمین کشمیر سے نسبتی و ذہنی و جذباتی روابط پر روشنی ڈالی ہے۔ وہاں آپ کے سفر کشمیر کا حال بھی لکھ دیا ہے۔ انھوں نے علامہ کا وہ سارا کلام یکجا کر دیا جو کشمیر اور کشمیریوں کے بارے میں ہے۔۔۔کتاب اقبال اور آزادی کشمیر اِس کا روان آزادی کو ایک تازہ ولولہ دے گی اور جوانوں میں عقابی روح بیدار کرنے کا باعث ہو گی۔''(۹)

ڈاکٹر صابر آفاقی کے اقبال سلسلے کی ایک اور تصنیف ''اقبال اور امر بہائی'' ہے۔ یہ دراصل بہائی فرقے کے تناظر میں لکھی گئی ہے۔ ڈاکٹر صابر آفاقی چوں کہ اسی فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ شاید یہ تعلق اور دلچسپی اِس کتاب کی تخلیق کا باعث بنی ڈاکٹر افتخار مغل کے مطابق:

"اقبال اور امر بہائی بنیادی طور پر ایک تحقیقی
مقالہ ہے اور اس کا موضوع دینیات اور
ایمانیات ہے جو ہمارے مطالعے سے خارج
ہے تاہم اِس میں تنقید کے کئی پہلو بھی ہیں۔
بالخصوص بہائی عقیدے اور بہائی شخصیات
کے حوالے سے اقبال کی منظومات اور اُن کی
شاعری میں اِس عقیدے کے حوالے سے
رمزیہ اور ایمائیہ اشارے فکر اقبال کی توضیح نو
اور اقبالیات کی تنقید میں ایک اضافے کی
حیثیت رکھتے ہیں۔"(۱۰)

اس کتاب میں مصنف نے علامہ اقبال کی فکر کے نئے زاویے سامنے لانے کی کوشش کی ہے جس پر نئے سوالات بھی بنتے ہیں۔ جسٹس (ر) جاوید اقبال کے خیال میں:

I have examined the book "Iqbal Aar Amar-i-Bahai" and based on a life long deep research of "Bahi" with a great and scholar This avid interest in Iqbal. book is different in many among all such ways not books written on Iqbal

only in subcontinent but also elsewhere and therefore it carries immense importance" (۱۱)

آزاد کشمیر میں اردو تحقیق اور اقبال کے تناظر میں ایک تصنیف ''شعور اقبال'' ہے۔ شعور اقبال دراصل منیر احمد یزدانی کے ایم۔فل کے مقالہ ضرب کلیم۔ حواشی اور تعلقات کی کتابی صورت ہے۔ دو سو چودہ صفحات اور گیارہ ابواب پر مشتمل اس کتاب کو ادبستان لاھور نے ۲۰۰۱ء میں شائع کیا۔ کتاب پر سردار محمد ابراہیم، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق، پروفیسر اکرم طاہر، پروفیسر ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین اور سید مسعود اعجاز حجازی کے تقرظی نوٹ شامل ہیں۔ مصنف نے اِس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلے حصے میں چار مقالات اور دوسرے حصے سات مقالات شامل ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے مطابق:۔

> ''منیر احمد یزدانی نے ''ضرب کلیم''،پر جو تحقیقی کام کیا اِس کی زیادہ تر اساس ''اقبال میوزم'' میں محفوظ بیاضوں اور مسودات پر بنی ہے۔ ان بیاضوں کی مدد سے انھوں نے متعدد نظموں سے متعلق بعض اہم نکات کی نشاندہی کی ہے جو اب تک قارئین اقبال کی نظروں سے اوجھل تھے۔''(۱۲)

کتاب کے دوسرے حصے میں شامل مقالات اقبال کے فکر و نظر سے متعلق ہیں جیسے علامہ اقبال کا فلسفہ سخت کوشی، علامہ کے تصور خودی کی ماہیت، مراحل سرگانہ اقبال کا تصور تقدیر اور مسلم فکر کا ارتقاء وغیرہ۔

آزاد کشمیر میں ادبی تحقیق کے سلسلے میں ایک اہم تصنیف ''غیر ملکی سیاحوں کی سیاحت کشمیر ہے''اس کے مصنف سید سلیم گردیزی ہیں، سید سلیم گردیزی اگرچہ محقق نہیں لیکن اُن کی یہ تصنیف آزاد کشمیر کی تحقیقی روایت میں ایک اہم اضافہ اِس بنیاد پر ہے کہ اُنھوں نے بعض ایسے سیاحوں کے سفر ناموں کے حالات و واقعات بیان کیے ہیں وہ چھوتھی صدی سے آٹھویں صدی کے درمیان کشمیر میں آئے ان حالات و واقعات سے کشمیر کی اہمیت کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔ سید سلیم گردیزی نے ان سیاحوں کے سفر کے اغراض و مقاصد اور آمد کے حالات بڑی صراحت سے بیان کیے ہیں۔ ان سیاحوں میں فاہیان(چین)، ہوں سانگ(چین) اور کالک (چین)، البیرونی (افغانستا، غزنی)، فرانکوسئس برسنئر (فرانس) ڈی سدری (پرتگال)، ھارج فاسٹر (برطانیہ) اور رابرٹ تھروپ سمیت پندرہ سیاحوں کے حالات و واقعات بیان کیے ہیں۔ کتاب کا اسلوب سادہ اور دلچسپ ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے قاری کشمیر کی خوبصورتی، دلکشی اور رعنائی کے ساتھ ساتھ اِس کے علمی مقام مرتبے سے بخوبی آگاہ ہو جاتا ہے۔

ادبی تحقیق کے سلسلے کی ایک اور کڑی ''رشحات ابر'' ہے ''رشحات ابر اردو کے ایک معروف شاعر ابرار احسنی گنوری کے مختصر حالات و واقعات اور اُن کے کلام پر مشتمل ہے۔ اِس کتاب کے مزتبین ڈاکٹر صابر آفاقی اور مخلص وجدانی ہیں۔ ابرار حسنی گنوری کا تعلق بھی بہائی فرقے سے تھا یوں تعلق رشحات ابر کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ڈاکٹر صابر آفاقی ابرار احسنی گنوری کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''حضرت ابرار حسنی گنوری ایک قادر الکلام
شاعر، ایک سچے عاشق اردو اور ایک نقطہ رس

نقاد تھے۔ آپ کی شاعری کا آغاز ۱۹۱۰ء سے
ہوتا ہے۔ شاعری میں آپ داغ دہلوی کے
عظیم شاگرد احسن مارہروی کے شاگرد تھے۔
یہی وجہ ہے کہ زندگی بھر زبان دہلوی کے مبلغ
،محافظ اور محاورہ داغ کے علمبردار
رہے۔"(۱۳)

"رشحات ابر" میں ڈاکٹر صابر آفاقی نے ابرار حسنی گنوری کی دیگر تصانیف "نگینے"، "شیشے" اور "قرینے" کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔

ادبی تحقیق کے سلسلے کی ایک اور کاوش "کاشر شاعری" ہے۔ یہ کتاب دراصل کشمیری زبان اور کشمیری شعرا کے بارے میں ہے لیکن اسے اردو میں تحریر کیا گیا ہے۔ پس منظر میں ڈاکٹر یوسف بخاری نے کشمیر اور کشمیری شعر وادب کا بھی تجزیہ کیا ہے اور انتالیس شعراء کے فکری اور فنی پہلوؤں کو زیر بحث لایا ہے۔ کتاب کی انفرادیت یہ ہے کہ کشمیری کلام کا اردو میں بھی ترجمہ کر دیا گیا ہے یوں اردو زبان کا قاری کشمیر سے بھی شناسائی حاصل کر لیتا ہے۔

آزاد کشمیر کی ادبی تحقیق کی روایت کا ایک حصہ جامعات کی سطح پر کی جانے والی تحقیق ہے۔ آزاد کشمیر کے سکالرز نے پاکستان کی مختلف جامعات میں تحقیقی مقالے مکمل کیے۔ یہ مقالے پی ایچ ڈی اور ایم فل کی سطح کے ہیں۔ ان تحقیقی مقالوں کے موضوعات اگرچہ مختلف تاہم بڑا موضوع کشمیر ہے۔

آزاد کشمیر میں ادبی تحقیق کی روایت میں اگرچہ زیادہ وسعت اور گہرائی نہیں اور نہ ہی یہاں کے محققین کسی دبستان تحقیق سے وابستہ رہے ہیں مگر اس کے باوجود بعض تحقیقی کاوشیں خاصی اہمیت کی حامل ہیں جیسے "اقبال اور کشمیر"، "کشمیر میں اردو" اور "جائزے" وغیرہ اسی طرح تحقیقی مقالہ جات ہیں بعض مقالہ جات ایسے ہیں

بعض میں آزاد کشمیر کے شعری ا ور نثری ادب کو موضوع بنایا گیا ہے۔ جیسے ''آزاد کشمیر میں اردو شاعری'' مولفہ ڈاکٹر افتخار مغل ''آزاد کشمیر میں اردو شاعری''، مولف ڈاکٹر افتخار مغل، ''کشمیر کی جدوجہد آبادی اور اردو ادب، ڈاکٹر محمد ضعیر خان اور آزاد کشمیر میں اردو تحقیق اور تنقید کی روایت'' مولف ڈاکٹر جاوید خان قابل ذکر ہیں جبکہ ایم فل کی سطح پر بڑا اور اہم موضوع اقبال ہے۔ آزاد کشمیر میں ان تحقیقی کاوشوں اور کوششوں سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آنے والے وقت میں یہاں کی ادبی تحقیق کی روایت مضبوط، گہری اور وسیع تر ہو گی۔

حوالہ جات:

۱۔ حبیب کیفوی، کشمیر میں اردو، مرکزی اردو بورڈ لاہور، ۱۹۷۹ء، ص۔ ۱۰۰

۲۔ جان محمد آزاد، جموں و کشمیر کے اردو مصنفین، جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز سری نگر، ۲۰۰۴ء، ص۱۹۔۲۰

۳۔ حبیب کیفوی، کشمیر میں اردو، مرکزی اردو بورڈ لاہور، ۱۹۷۹ء ص۔ ۷

۴۔ صابر آفاقی، ڈاکٹر مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۷۹ء ص۔ ۷۔

۵۔ ایضاً

۶۔ رشید امجد، ڈاکٹر، ''تبصرہ جائزے''، مرتبہ شفیق انجم، اسلوب، اسلام آباد ۲۰۰۷ء

۷۔ افتخار مغل، ڈاکٹر، ''آزاد کشمیر میں اردو کا نثری ادب'' غیر مطبوعہ تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، س ن، ص ۳۰۳

۸۔ صابر آفاقی ڈاکٹر، اقبال اور کشمیر، اقبال اکادمی لاہور، ۱۹۷۷ س ن، ص ۱۰۰

۹۔ جاوید اقبال، جسٹس (ر)، دیباچہ اقبال اور کشمیر، مصنف ڈاکٹر صابر آفاقی اقبال اکادمی لاہور، ۱۹۷۷ء، ص۔ ۱۰

۱۰۔ افتخار مغل، ڈاکٹر، ''آزاد کشمیر میں اردو کا نثری ادب'' غیر مطبوعہ تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی

اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، س ن، ص ۳۰۳

۱۱۔ جاوید اقبال، جسٹس (ر) بحوالہ، افتخار مغل، ص ۳۱۹

۱۲۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، ''حرفے چند''، مشمولہ شعور اقبال، مصنف منیر احمد یزدانی، ادبستان لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۱۴۔۱۵

۱۳۔ صابر آفاقی، ڈاکٹر، حضرت ابر احسنی گنوری مشمولہ رشحات ابر، صابر آفاقی و مخلص وجدانی، ادبیات مظفر آباد ۱۹۷۷ء، ص ن